

ہبہ علی الاولاد

امجد علی

[مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی سے ہبہ علی الاولاد کے سلسلے میں ایک مسئلے کے بارے میں رجوع کیا گیا تھا۔ محترم مفتی امجد علی صاحب رکن ادارہ نے اس استفسار کا بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ اور ہبہ علی الاولاد کی اس خاص شق پر بحث کرتے ہوئے فریقین کے دعاوی کا محاکمہ کیا ہے اور بقایا ہے کہ ہبہ کے اس طریقے سے لڑکیوں کو ترکہ سے محروم کرنا ناجائز ہے۔ ہم وہ استفتا اور اس کا جواب شائع کر رہے ہیں]

(مدیر)

استفتا

مکرمی و محترمی - سلام مسنون
حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی
کر کے عند اللہ ماجور ہوں -

ہمارے ملک پاکستان میں جب سے شریعت ایکٹ کا نفاذ ہوا ہے اور لوگوں کی میراث اسلامی قانون کے مطابق تقسیم کے ہونا شروع ہوئی ہے۔ زمیندار طبقہ نے اس کی زد سے بچنے کے لئے اور اپنے آباؤ اجداد کے مخصوص رواج پر کاربند رہنے کی خاطر اپنی جائداد زرعی زمین کو اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹوں کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرنا شروع کر دی ہے تاکہ لڑکیاں بعد از وفات والد کے ترکہ سے حصہ نہ پاسکیں۔ یہ حربہ اتنا کارگر ہے کہ شریعت ایکٹ کے نفاذ کے باوجود اس حربہ سے اسلامی قانون وراثت عملاً معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ کا عمل درآمد ہندو رواج کے مطابق ہی رہتا ہے۔

مثال کے طور پر زید ایک شخص ہے جو کہ ۱۰۰ ایکڑ اراضی کا مالک تھا۔ اس کی اولاد چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیوی بھی ہے۔ اس نے ۱۹۵۲ء میں اپنی ۸۰ ایکڑ اراضی اپنے چار بیٹوں کے نام منتقل کردی۔ تحصیلدار نے انتقال تصدیق کرتے وقت از خود واہب سے پوچھا کہ تیری کوئی لڑکی بھی ہے؟ اس نے اعتراف کیا کہ میری دو لڑکیاں ہیں۔ پھر افسر مجاز نے پوچھا کہ آیا تم ان کو بھی کچھ دے رہے ہو؟ اس نے بیان دیا کہ بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی میں نے اپنی دختر کے لئے محفوظ کر لی ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ افسر مجاز نے انتقال تصدیق کرتے وقت انتقال میں درج کر دیئے۔ ۱۹۵۸ء میں زید پھر لڑکوں کے دباؤ میں آ گیا یا اس نے مزید قانونی واقفیت حاصل کر لی اور بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی بھی اپنے بیٹوں کو بذریعہ ہبہ منتقل کردی۔ اس طرح اس نے اپنی لڑکیوں کو اپنی جائداد سے بالکل محروم کر دیا۔ یہ ایک مثال ہے ویسے اس طرح اکثر لڑکیوں کو ان کے حق میراث سے محروم کیا جا رہا ہے۔

مروجہ قانون ایسی مظلوم لڑکی کی کوئی مدد نہیں کرتا اور بعض علماء بھی ایسے ہبہ کو از روئے شریعت جائز سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فعل عند اللہ گناہ ہے مگر قانوناً جائز ہے۔ اس کے برعکس اہل سنت والجماعت کے تمام مذاہب کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ اور معتبر کتابیں ایسی بھی موجود ہیں جو ایسے ہبہ کو باطل اور کالعدم قرار دیتی ہیں۔

لہذا پوری تحقیقات کر کے تشفی بخش رہنمائی سے فیض یاب فرمائیں۔

احقر العباد

محمد اسلم چیمہ

الشركت الاسلاميه

بھوپال والا (ضلع سیالکوٹ)

جواب

باسمہ تعالیٰ

ہبہ علی الاولاد بطریقہ تفضیل و ترجیح کے مسئلہ میں فقہاء سلف نے جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے، وہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس مسئلہ میں ہر گروہ کا مسلک پیش کرتے ہوئے حقیقت امر کا انکشاف پیش کریں گے۔

”عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما وهو علی المنبر یقول اعطانی ابی عطیة فقالت عمرہ بنت رواحة لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرہ بنت رواحة عطیة فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ صلعم قال اعطیت سائر والدک مثل هذا؟ قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم۔ قال فرجع فرد عطیته۔ (۱)“

یعنی عامر کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر فرماتے سنا کہ میرے والد (بشیر رضی اللہ عنہ) نے مجھے عطیہ دیا۔ پس عمرہ بنت رواحہ نے ان سے کہا کہ اس وقت تک میں اس پر راضی نہ ہوں گی جب تک تم اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی نہ کرادو گے۔ چنانچہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے پیدا ہوا ہے عطیہ کیا ہے اس نے مجھ کو حکم دیا کہ یا رسول اللہ آپ کو اس ہبہ (عطیہ) پر میں گواہ کردوں۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنی باقی تمام اولاد کو اسی طرح عطیہ (ہبہ) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور انور نے فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل اختیار کرو۔

(بخاری بر حاشیہ فتح الباری جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۲ کتاب الہبہ باب الاشہاد) ...

نعمان رض نے کہا لہذا انہوں نے رجوع کر کے اپنا عطیہ واپس لے لیا ۔

یہ حدیث بخاری رد نے کئی بابوں میں مختلف اسناد سے نقل کی ہے ۔ چنانچہ کتاب الشہادت میں عبداللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے نیز دیگر محدثین نے بھی اس کو کثرت سے روایت کیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

مسلم نے کتاب الفرائض میں یہ روایت مالک و ابو بکر ابن ابی شیبہ و اسحاق ابن ابراہیم و ابن عمر و قتیبہ و محمد ابن رمح و حرملة و اسحاق ابن ابراہیم و عبد بن حمید اور ابو بکر بروایت علی و محمد ابن ابراہیم و محمد ابن المثنی و احمد ابن عثمان - اور ترمذی رد نے کتاب الاحکام میں نصر ابن علی و سعید ابن عبدالرحمن سے - نسائی رد نے کتاب النحل میں محمد ابن منصور و سفیان و محمد ابن مسلمہ و حارث ابن مسکین سے بروایت عبدالرحمن ابن قاسم و مالک و ولید ابن مسلم و قتیبہ بواسطہ سفیان و عمر و بن عثمان - اور ابن ماجہ رد نے کتاب الاحکام میں ہشام ابن عمار و شعبی سے - اور ابو داؤد رد نے کتاب البیوع میں احمد ابن حنبل سے - نیز نسائی نے محمد ابن مثنی و محمد ابن عبدالملک و موسیٰ ابن عبدالرحمن و ابو داؤد الحارثی سے بھی - اور ابن ماجہ نے کتاب الاحکام میں بکر ابن خلف سے بھی - ان تمام روایات میں حدیث کا وہ حصہ جس میں غلام کے ہبہ و عطیہ کرنے کا تذکرہ ہے کہ حضرت نعمان کی والدہ کی فرمائش پر ان کے والد نے یہ غلام ہبہ کیا تھا یکساں ہے ۔ صرف آخری حصہ میں الفاظ کا اختلاف ہے جس کو ہم یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں ان روایات میں مجموعی طور پر مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے گئے ہیں -

(فاتقوا اللہ واعد لواہلکم) - خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے

درمیان عدل کرو - (فارجمہ) یعنی رجوع کرلو - (فارددہ) واپس کرلو - (قال لا تشہدنی علی جور) فرمایا ظلم پر مجھ کو گواہ نہ بناؤ - (لا اشہد علی جور) میں ظلم پر شاہد نہیں بنتا - (فلا تشہدنی اذا فانی لا اشہد علی جور) یعنی ایسی حالت میں مجھے شاہد نہ بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بننا چاہتا - (فانی لا اشہد علی جور لیشہد علی ہذا غیری) میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا

میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ۔ (فاشہد علیٰ ہذا غیر) پس اس پر
میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بناؤ۔ (فلیس یصلح ہذا وانی لا اشہد
الا علیٰ حق) یہ درست نہیں ہے۔ میں حق کے سوائے کسی شخص پر شاہد
نہیں ہوتا۔ (لا اشہد الا علیٰ الحق) میں شاہد نہیں بنتا ہوں مگر حق پر۔
(فکرہ ان یشہد لہ) پس آپ نے انکے لئے شہادت کو مکروہ خیال فرمایا۔
(اعدنوا بین اولادکم فی النحل کما تجبون ان یعدلوا بینکم فی البر) اپنی اولاد
کے درمیان عدل کرو بخشش میں جس طرح تم کو یہ پسند ہے کہ وہ تمہارے
ساتھ نیکی میں عدل کریں۔ (ان لبتیک علیک من الحق ان تعدل بینہم ولا
تشدنی علی جور آیسرک ان یکونوا الیک من البر سواءً قال بللی قال ولا اذا)
تم پر تمہاری اولاد کا حق ہے یہ کہ تم ان کے درمیان عدل کرو اور مجھکو
جور پر شاہد نہ بناؤ کیا تم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ سب تمہارے
ساتھ نیکی کرنے میں مساوی ہوں عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا تو اس وقت
یہ فعل ہی (درست) نہیں۔ (لہم علیک من الحق ان تعدل بینہم کما ان
لک علیہم من الحق ان یبروک) انکا تم پر یہ حق ہے کہ انکے درمیان تم عدل
کرو جس طرح تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ برابر کا سلوک
کریں۔ (الا سویت بینہم) تم نے انکے درمیان مساوات کیوں نہ کی۔ (سوا
بینہم) ان کے درمیان برابری کرو۔ (سوا بین اولادکم فی العظیہ" فلو کنت
مفضلاً احداً لفضلت النساء) اپنی اولاد کے درمیان میں مساوات اختیار کرو
عظیہ میں۔ پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو دیتا (۲)۔

یہ وہ روایات ہیں جن کے الفاظ سے فقہاء سلف نے اپنے اپنے مسلک پر
استدلال کیا ہے۔ چنانچہ فریق اول یعنی امام ثوری و لیث ابن سعد و قاسم ابن
عبدالرحمن و محمد ابن متکدر و ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد ابن حسن و شافعی
اور ایک روایت میں احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی
شخص اپنی صحت و تندرستی کی حالت میں اپنی بعض اولاد کو ترجیح و فضیلت
دوسرے بعض پردے کر عظیہ (ہبہ) کرے تو یہ دیانہ" مکروہ ہے لیکن حکماً

(۲) فتح الباری جلد ۵ مطبوعہ مصر ص ۱۳۲ کتاب الہبہ عمدۃ القاری جلد ۹ ص ۲۷۲

وقضاءً درست ہوگا۔ حنفیہ کے اس کراہت میں دو قول ہیں یہ کہ مکروہ تنزیہی ہو یہ کہ مکروہ تحریمی ہو لیکن بحر الرائق نے مکروہ تحریمی ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (۳)

ان حضرات کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ حدیث مذکور کی تمام عبارات حکم اور فیصلے کی نوعیت نہیں رکھتیں بلکہ نصیحت و امر بالمعروف کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصود ہے کہ یہ تفصیل مکروہ ہے۔ ایسا کرنے والا اس ثواب کا مستحق نہیں ہوگا جو وہ اپنے ہبہ سے مقصود رکھے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے خصوصیت سے جس روایت یا روایات یہ الفاظ ہیں سے استدلال کیا ہے، اس کے میرے علاوہ اس پر کسی دوسرے کو گواہ بنالو اس کی رو سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہبہ درست نہ ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ نہ فرماتے کہ کسی دوسرے شخص کو گواہ بنالو کیونکہ جو فعل باطل ہو اس پر نہ خود کا گواہ بننا درست ہے نہ کسی دوسرے کا (۴)

دیگر حضرات کا استدلال اس طرح ہے کہ حضرت نعمان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اپنے ہبہ کو نافذ و قطعی نہ کیا تھا بلکہ مشورہ لینے کے لئے حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تھے آپ نے مشورہ دیا اور حضرت بشیر نے اس پر عمل پیرا ہو کر ہبہ سے رجوع کر لیا۔

(۲) یہ کہ نعمان بالغ تھے انہوں نے ابھی تک اس عطیہ پر قبضہ نہ کیا تھا۔ ہبہ نا تمام تھا اور ایسی صورت میں واہب کو رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے۔

(۳) یہ کہ آنحضرت نے حضرت بشیر کو یہ حکم دیا کہ رجوع کرلو اور یہ حکم اسی وقت صحیح ہوگا کہ جب ہبہ کا عقد منعقدہ و صحیح تسلیم

(۳) بحر الرائق جاد < کتاب الہدیہ مطبوعہ مصر -

(۲) فتح الباری جلد ۵ ص ۵ مذکورہ حاشیہ (۱)۔

کیا جائے۔ ہبہ باطل ہونے کی صورت میں رجوع عن الہبہ بے معنی چیز ہے۔

(۴) ایک روایت کے الفاظ کہ ”میرے علاوہ کسی دوسرے کو شاہد بناؤ“ ان سے آنحضرت نے ظاہر فرمایا ہے کہ میں حاکم وقت ہوں میرے لئے کسی مقدمہ میں شہادت غیر مناسب ہے کیونکہ حاکم وقت کی شان حکم دینا فیصلہ کر دینا ہے نہ کہ ادائے شہادت۔

(۵) ایک روایت میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ ”تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں کرتے۔“ یہ طرز عبارت استجاب پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) جس روایت میں تسویہ کا حکم بصیغہ امر دیا گیا ہے اس روایت میں جو الفاظ محفوظ طریقہ پر مروی ہیں وہ (سوا) کی بجائے (قاربو) کے الفاظ ہیں اور مقاربت کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں لہذا تسویہ بھی واجب نہیں۔

(۷) جن روایات میں مساوات فی الہبہ کو اولاد کے احسان و سلوک للاباء کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ اس امر کی دلیل ہیں کہ جس طرح اولاد پر والدین کے حق میں احسان میں تسویہ واجب نہیں اسی طرح والد پر اولاد کے حق میں تسویہ ضروری نہیں۔

(۸) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بھی اس امر کی دلیل ہے کہ عدم تفضیل بعض علی البعض مستحب و مندوب ہے واجب نہیں ہے۔ چنانچہ بیہقی جلد ۶ مطبوعہ حیدرآباد دکن ص ۱۷۸ میں حضرت ابوبکر رض سے اس طرح مروی ہے

(عن عروة بن الزبير ان عائشة قالت كان ابوبكر رضي الله عنه نحلني جداداً عشرين وسقاً من مال فلما حضرته الوفاة جلس فاحتبيل ثم تشهد ثم قال اما بعد اي بنية ان احب الناس الي غني بعدى لانت و اني كنت نحلتيك جواد عشرين وسقاً من مالي فوددت والله لو انك كنت خزنته وجدته ولكن انما هو اليوم مال الوارث و انما هما اخياك فقلت يا ابناء هذه اسها فممن الاخرى قال ذو بطن ابنت خارجة اراها جارية فقلت لو اعطيتني ماهاو كذا لودته الي كذا اليك)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشہ رض کو بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں۔ جب آپ کی وفات کا وقت آ پہنچا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ رض سے حمد و نعت کے بعد فرمایا۔ میری بچی میں نے تم کو بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں اور مجھے یہ محبوب تھا کہ تم لوگوں کی نسبت سے میرے بعد زیادہ غنمی کی حالت میں ہو کاش تم ان کو توڑ کر اپنے پاس جمع کر لیتیں۔ اب یہ تمام وارثوں کا مال ہو گیا۔ ان میں دو تمہارے بھائی اور دو تمہاری ہمشیرگان ہیں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا والد صاحب ایک بہن تو یہ حضرت اسماء ہیں لیکن دوسری بہن کو میں نہ جان سکی وہ کون ہے۔ فرمایا بنت خارجه کے پیٹ میں جو بچہ ہے میرا گمان ہے کہ وہ لڑکی ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہوتا میں وہ بھی آپ کو واپس کر دیتی۔ (۵)

نیز حضرت عمر رض نے حضرت عاصم کو اور حضرت ابن عوف نے ام کلثوم کو اپنی دوسری اولادوں پر ترجیح دی اور اسی طرح حضرت ابن عمر رض نے و عبدالرحمن ابن قاسم نے۔ (۶)

اس کے مقابلہ میں فریق دوم یعنی حضرت طاؤس و عطا ابن ابی رباح و مجاہد و عروہ و ابن جریج و نخعی و شعبی و ابن شبرمہ و بروایت مرجع ابن حنبل و اسحق یہ فرماتے ہیں کہ ہبہ باطل واجب الرد ہوگا۔ ایک روایت امام ابو یوسف رہ سے بھی واجب الرد ہونے کی اس صورت میں منقول ہے جبکہ والد نے اپنے تفضیلی عمل سے دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کی نیت سے ہبہ کیا ہو۔ (۷)

اس فریق کا استدلال مذکورہ روایات کے ان الفاظ پر مبنی ہے جو بصیغہ امر وارد ہوئے ہیں مثلاً (فارجه) یا (فاردده) یا جن الفاظ میں

(۵) بیہقی جلد ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ دکن و فتح الباری جلد ۵ ص ۱۳۴ مطبوعہ مصر و عمدۃ القاری جلد ۶ ص ۲۷۲ مطبوعہ مصر۔

(۶) بحوالہ مذکورہ ص سابقہ۔

(۷) بحوالہ فتح الباری و عمدۃ القاری جلد و صفحہ سابقہ۔

تشدید موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جن میں اس فعل پر سختی سے ممانعت موجود ہے وہ بھی وجوب رجوع کی دلیل ہے خصوصاً جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جو رقرار دیا ہو۔ جو شریعت میں کتاب اللہ و سنت رسول دونوں کے لحاظ سے حرام ہے۔ ارتکاب حرام معصیت ہے اور معصیت سے باز رکھنا واجب ہے۔ اور ان تمام دلائل کا جواب جو فریق اول نے اپنے مذہب پر پیش کئے ہیں یہ ہے کہ :

(۱) روایات کی اکثریت اس امر کو واضح کر دیتی ہے کہ نعمان رض کے والد حضرت بشیر اپنی زوجہ عمرہ بنت رواحہ کی فرمائش پر غلام قطعاً ہبہ کر چکے تھے لیکن نعمان کی والدہ حضرت عمرہ کو اس ہبہ کی تسجیل و توثیق بذریعہ ایک اعلیٰ شہادت کے مطلوب تھی تاکہ آئندہ کسی موقع پر حضرت بشیر کے دیگر وارث مزاحمت نہ کر سکیں۔

(۲) حضرت نعمان کے بالغ و کبیر ہونے کا قول بھی غیر صحیح ہے ! اس لئے کہ روایات میں حضرت نعمان کے اپنے الفاظ اس طرح منقول ہیں (فاخذ بیدی وانا یومئذ غلام) ایک روایت میں ہے (قال جاء بی ابی یحمانی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پس میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اس وقت لڑکا تھا۔ (۳) فرمایا میرے والد مجھ کو اٹھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نابالغ صغیر السن تھے۔

(۳) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجوع کرلو، ہبہ کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بہ استدلال بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تم نے اپنے خیال میں جو فعل جائز و صحیح سمجھتے ہوئے کیا ہے وہ غیر صحیح ہے قابل رجعت ہے۔

(۴) یہ کہنا کہ حضور کا فرمانا ”میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بنا لو،“ یہ بھی اس کی دلیل نہیں کہ اس سے صحت ہبہ کی اجازت مراد لی جائے بلکہ یہ عبارت جس طرح آپ کے نزدیک اجازت پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ایسی عبارت تو بیخ کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے جس سے متکلم کا مقصود مخاطب کو تنبیہ و تخویف کرنا ہوتا ہے نیز یہ معنی بھی ہو سکتے

ہیں کہ تم میرے علاوہ کسی کو گواہ بنالو لیکن یہ گواہی تمہارے مفید مطلب نہ ہوگی کیونکہ شرعاً یہ فعل درست ہی نہیں ہے جس طرح حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا تھا جب کہ بریرہ رض کے آقا ولاء کی شرط اپنے لئے رکھنا چاہتے تھے ”شرط کرلو“، کیونکہ جو شرط ناجائز ہو اس کے کرنے سے وہ ناقابل اعتبار متصور ہوگی اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا۔

(۵) آپ کا ایک روایت کی اس عبارت سے (تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں اختیار کرتے) ہبہ کی صحت و استحباب رجعت پر استدلال اس وجہ سے ضعیف ہے کہ دوسری روایت میں یہی عبارت بصیغہ امر وارد ہوئی ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہوگا ”ان کے درمیان مساوات اختیار کرو یا برابری کرو“۔

(۶) یہ کہنا کہ جس روایت میں (سوا) کا لفظ آیا ہے، اس میں محفوظ طریقہ پر جو لفظ مروی ہے وہ (قاربوا) کا لفظ ہے لہذا مقاربت ان الفاظ کے پیش نظر کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں تو پھر مساوات بھی واجب نہ ہونا چاہئے۔ یہ فرمانا اس لئے درست نہیں کہ جو عدل و مساوات کو واجب قرار دیتے ہیں وہ (قاربوا) کو (سوا) کے معنی ہی پر محمول کرتے ہیں نیز اسی روایت میں اس فعل پر (جور) و (غیر حق) کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے جو (قاربوا) بمعنی (سوا) ہونے کی دلیل ہے۔

(۷) حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کہ اگر بطریقہ تفصیل ہبہ صحیح نہ ہوتا تو یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تفضیل فی المہبہ کا عمل نہ کرتے۔ اس کے جواب میں اتنا پیش کر دینا کافی ہے کہ حضرات ابو بکر رض نے یہ ہبہ اپنی صحت و عافیت کے وقت میں کیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس وقت آپ کی نیت یہ ہو کہ اس کے بعد دیگر ورثاء کو یکے بعد دیگرے اس طرح عطیات کر دیں گے۔ چونکہ حضرت عائشہ دوسری اولاد کے مقابلہ میں دو سب کی بنا پر عطیہ میں تقدم کا حق رکھتی تھیں اولاً یہ کہ آپ ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب تر زوجہ تھیں، علم و فضل و اشاعت دین میں آپ کا بڑا

حصہ تھا دوم یہ کہ آپ بیوہ ہوچکی تھیں لیکن دوسری اولاد کو ہبہ کرنے سے قبل ہی وقت وفات آ پہنچا اور اس وقت اس ہبہ کی شکل جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا گیا تھا تبدیل ہو کر تفضیل البعض علی البعض کی شکل پیدا ہوگئی اور یہ ناجائز تھا چنانچہ آپ نے اسی عدم جواز کی بنا پر رجوع فرمایا۔

باقی رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہما و حضرت ابن عوف و عبداللہ ابن عمر کے آثار، ان میں بھی یہی احتمال ہے کہ دیگر وراثتوں سے اس ترجیح و تفضیل پر اظہار رضامندی کر دیا ہو اور ہماری گفتگو اس صورت میں ہے جب کہ دیگر وراثتوں پر اپنی خوشنودی و رضا کا اظہار نہ کریں۔

(سلسلہ)

* * * * *

مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

کی پیش کش

امام قشیری کے تین نایاب رسالوں کا مجموعہ

الرسائل التمشیریہ

قیمت: دس روپے

ملنے کا پتہ

ناظم نشر و اشاعت، مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

حیدر علی روڈ، کراچی نمبر ۵ - پوسٹ بکس نمبر ۷۳۱۰